امریکہ اور فرانس کا ایک دوسرے کی جانب دوبارہ بڑھنے کے اثرات

سوال:

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ دورے سے جمعرات کو واپس آیا اور فرانس کے دورے کے متعلق بات کرتے ہوئے ٹرمپ نے نیویارک ٹائمز اخبار کے ساتھ ایک انٹرویو میں کہا کہ "بے شک میکرون ایک زبردست آدمی ہے"۔ اس نے مزید کہا، "ذہین، طاقتور اور میرا ہاتھ تھامنا پسند کرتا ہے"۔ اور مزید کہا کہ "لوگ ابھی نہیں جانتے کہ اسے میرا ہاتھ تھامنا بہت پسند ہے" (العربیہ ڈاٹ نیٹ واشنگٹن، فرانس پیرس 20/07/2017)۔ امریکی صدر ٹرمپ 13 جولائی 2017 کو پیرس کے دورے پر پہنچا جہاں موجودہ فرانسیسی صدر میکرون نے گرم جوشی کے ساتھ ٹرمپ کا استقبال کیا ہے جبکہ سابق فرانسیسی صدر ہولاند نے امریکی صدر پر اپنی ناراضگی ظاہر کی تھی اور اس کے ساتھ یورپین رہنماؤں کی جانب سے ٹرمپ پر سخت ترین الزامات بھی لگائے گئے تھے۔ امریکہ اور فرانس کے قریب آنے کی کیا وجوہات ہیں؟ اور ٹرمپ کے پیرس دورے کا کیا مقصد ہے؟ اس دورے کے ملک شام کی صورت حال پر کیا اثرات ہوں گے؟ بالخصوص جب کہ فرانسیسی صدر میکرون ملک شام کے متعلق نئی فرانسیسی وامریکی حکمت عملی کے متعلق بات کرتا ہے؟

جواب:

ٹرمپ کے لاابالی پن کی وجہ سے بین الاقوامی سیاست میں نمایاں طور پر کھلبلی مچی ہوئی ہے مثلاً نیٹو کی افادیت سے متعلق اُس کے چونکا دینے والے بیانات پر امریکی پالیسی کے خلاف سخت رد عمل آیا اور سب سے نمایاں اس کے خلاف جرمنی کا رد عمل رہا۔ الیکشن کے دوران اور الیکشن کے بعد 21 جنوری 2017 کو بطور صدر عہدہ سنبھالنے کے بعد بھی ٹرمپ نے یورپی یونین کے ساتھ اپنی ناراضگی نہیں چھپائی، اور اس نے برطانیہ کے یورپی یونین سے باہر نکلنے کے ریفرنڈم Brexit کی تعریف کی۔ بیلجیم میں امریکی سفیر نے یورپی یونین کو ختم کرنے کی توقع ظاہر کی اور پھر امریکہ نے فرانس اور ہالینڈ کے الیکشن کا انتظار کیا تا کہ یورپی یونین مخالف پارٹیاں برسر اقتدار آجائے تو یورپی یونین 2017 میں ختم ہو سکے۔ اس کے خلاف یورپ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے برطانیہ کے اس علیحدگی پسند رجحان کو فرانس اور ہالینڈ میں پہنچنے سے روک دیا اور اس طرح یورپی اتحاد کے ٹوٹنے کے خطرے کو دور کر دیا۔ اس کے بعد بین الاقوامی سیاست میں ٹرمپ کے لاابالی پن میں مزید اضافہ ہوا اور اسے اپنے فیصلوں پر پسپائی اختیار کر کے واپس لوٹنا پڑا اور پھر ٹرمپ کو ناٹو اتحاد کو بوسیدہ وناکارہ قرار دینے کی اپنی رائے کو بدلنا پڑا جیسا کہ وہ کہتا آیا ہے اور پھر کھلے طور پر اسے اس موقف سے پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس نے پیرس ماحولیات معاہدے سے امریکہ کو الگ کر لیا تھا اور پھر مذاکرات کی پیش کش کی اور شمالی کوریا کے ساتھ جنگ کے دہانے پر جا پہنچا تھا اور پھر واپس پلٹ گیا۔ اس نے چین کے خلاف منفی موقف اختیار کیا ہوا تھا اور اسی موقف کے ساتھ اس بات کا انتظار کرتا کھڑا رہا کہ شمالی کوریا کے مسئلہ پر اس کے نتائج کو دیکھے اور اس نے ملک شام کی جنگ پر بڑے زبردست بیانات دیئے اور پھر اس مسئلہ سے جڑے ہمسائیہ ممالک کو آستانہ (قازقستان) اور جنیواء مزاکرات کے بھروسے پر چھوڑ دیا۔

مزید توجہ طلب اُس کی داخلی صورتحال میں مچا ہوا ہنگامہ ہے جو امریکی الیکشن کے دوران روس کی مدد لینے سے متعلق اس کی پالیسی کے موضوع پر اس کے خلاف اپوزیشن کی جانب سے کھڑا کیا گیا ہے۔ بین الاقوامی مسائل کے نتائج اور اپوزیشن کی مخالفت کی وجہ سے صدر اور اس کی انتظامیہ کے روس کے ساتھ تعلقات امریکہ میں نہایت حساس معاملہ بنے ہوئے ہیں اور اس صورتحال نے امریکی وروسی معاہدے کی پیش رفت میں معاونت نہیں کی اور اس میں تاخیر ہوئی اور ٹرمپ کی روسی صدر کے ساتھ صرف ایک ملاقات ہو سکی جو ہیمبرگ جرمنی میں 7 جولائی 2017 کو G20 سربراہی اجلاس کے دوران ہوئی۔ یوں امریکہ روس تعلقات میں مزید پیچیدگی آئی ہے بالخصوص جب امریکی کانگریس کی جانب سے روس کے خلاف اضافی پابندیاں عائد کی جارہی ہیں اور اس پر مستزاد امریکی الیکشن کے دوران روسی مداخلت پر مزید آتی ہوئی امریکی رپورٹوں نے امریکی صدر کے لئے داخلی طور پر پریشانی کھڑی کر رکھی ہے اور ایسے وقت میں اس کے ملک کے روس کے ساتھ تعلقات بحال کرنا مزید مصیبت مول لینا ہے۔

ان تمام باتوں کی وجہ سے امریکہ اور یورپی یونین کے درمیان کی بین الاقوامی معاملات پر پالیسی انتشار کا شکار ہے اور اس دوران کبھی منفی اور کبھی مثبت کے درمیان جھولتی ہے جس کا تعلق ان یورپی ممالک کے مفادات اور ان ممالک کا اس نئی امریکی صورتحال سے فائدہ اٹھانے کی قابلیت پر ہے۔ ہم ان یورپی ممالک کی صورت

حال کا ٹرمپ کی پالیسی کے تحت جائزہ لیں گے اور پھر فرانس کی صورتحال پر نظر ڈالیں گے جس کی بناء پر ٹرمپ کو پیرس میں مدعو کیا گیا اور وہاں گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا گیا تھا۔

1 پہلے برطانیہ کے متعلق: 21 جنوری 2017 کو ٹرمپ کے آتے ہی برطانوی وزیر اعظم تھریسا مئے کے 26 جنوری کو ہونے والے امریکی دورے اور امریکہ کے ساتھ تجارتی معاہدے پر دستخط کرنے کی جلدی، دیگر یورپین ممالک کے لئے برطانیہ کی طرح یورپی یونین سے باہر نکلنے کے لئے ترغیب کے طور پر ایک اہم ماڈل تھا اور اس طرح برطانیہ نے امریکہ کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کر لئے تھے۔ ٹرمپ انتظامیہ برطانیہ پر بڑی مہربان تھی لیکن جیسے ہی یورپی یونین کو برخاست کرنے کی امریکی امیدوں پر پانی پھر گیا جیسا کہ فرانس اور ہالینڈ میں یورپی یونین کی حامی پارٹیوں کی انتخابات میں جیت سے ظاہر ہے چنانچہ ٹرمپ کی برطانیہ کے حق میں رائے ختم ہونا شروع ہوئی کیونکہ امریکہ چاہتا تھا کہ برطانیہ یورپی یونین کو توڑنے کے عمل کی قیادت سنبھالے اور جب برطانیہ کا BREXIT فرانس اور ہالینڈ میں نہیں دوہرایا گیا تو امریکہ دوبارہ برطانیہ کے بین الاقوامی مفادات کو بگاڑنے میں لگ گیا جو برطانیہ کے لئے دھکّا تھا۔ امریکہ لیبیاء میں برطانوی مفاد کو نظر انداز کر کے اپنے ایجنٹ سیسی کو ہفتر کی حمایت کے لئے استعمال کر رہا ہے اور مزید دھچکا دینے کے انداز میں امریکہ نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے قطر پر دباؤ ڈالا جو عرب اور مسلم خطے میں برطانیہ کا ہراول دستہ ہے۔ ان باتوں و دیگر وجوہات کی بناء پر برطانیہ کی پالیسی کو دھچکا لگا اور امریکہ کے صدر ٹرمپ پر سے برطانیہ کا اعتماد اٹھ گیا ہے۔ برطانیہ نے خود کو امریکہ کی ضربوں اور یورپی یونین کی سختی کے درمیان گھرا ہوا پایا جس کے ساتھ اس نے مذاکرات کئے تھے تاکہ یورپی یونین سے باہر نکلے اور شبہات کے ان دائروں کے درمیان برطانوی وزیر اعظم نے جلدی الیکشن کروانے کا اعلان کر دیا جو کہ حکومت میں شامل ممبران کے لئے بھی بڑا تعجب خیز تھا۔ برطانیہ کے 8 جون 2017 کے الیکشن کے طے کردہ مخصوص نتائج کے تحت برطانیہ اب یورپی یونین سے باہر نکلنے اور واپس لوٹنے کے درمیان گھوم رہا ہے اور الیکشن نتائج نے واضح کیا کہ BREXIT کے حامی کمزور تھے جس کی وجہ سے برطانیہ کے یورپی یونین میں برقرار رہنے کے ممکنات بڑھ گئے ہیں اگر برسلز کے ساتھ اس کو موافق معاہدہ طے کرنے میں ناکامی کا سامنا ہوتا ہے۔

2۔ اس سے جڑا سب سے اہم فریق روس ہے: اس سے قبل یورپی اور امریکی رجحان ایک تھے جب روس نے 2014 میں کریمیا کا روس سے الحاق کیا تھا اور مشرقی یوکرین بھڑک اٹھا تھا۔ امریکہ اور یورپی جانب سے پابندیاں لگائے جانے سے روس کے صدر پوتن کے مشرقی یورپ میں سرحد کو آگے بڑھانے کے خطرہ سے متعلق امریکہ اور یورپ کی متفقہ رائے ظاہر ہو رہی تھی البتہ امریکی الیکشن کے بعد سے ٹرمپ ان پابندیوں پر تنقید کر تا رہا ہے اور اس نے روس کے ساتھ مستحکم تعلق قائم کرنے کا عزم کیا جس کی وجہ سے یورپ کشمکش میں پڑ گیا۔ امریکہ نے روس کی زیادتی کے خلاف یورپ کو تنہا کر دیا ہے حالانکہ یورپی لیڈروں نے اس بات کو جان لیا تھا کہ امریکہ ہی نے اوبامہ انتظامیہ کے دور میں روس کو اس قدر ابھرنے کا موقع فراہم کیا تھا بالخصوص روس کو ملک شام کی جنگ میں شامل کرنے کے بعد اور ٹرمپ نے مزید آگے بڑھتے ہوئے بین الاقوامی مسائل میں دونوں فریقوں امریکہ و روس کے درمیان معاہدے کے اشارے دے کر اس خطرے میں اضافہ کیا ہے جو بین الاقوامی بحران میں کردار اداء کرنے اور اپنا حصہ حاصل کرنے کی یورپ کی امیدوں کو ختم کر دے گا۔

3۔ جہاں تک جرمنی کا تعلق ہے تو اس نے امریکی پالیسی کو مسترد کرنے کے لئے اقدامات کھلے طور پر کئے ہیں۔ اس نے نیٹو کے یورپی ممالک پر امریکی تنقید کو رد کیا اور انکار کیا کہ جرمنی اور یورپ دفاع کے معاملے میں امریکہ کے قرض دار ہیں اور امریکہ کا ماحولیات کے معاہدے سے الگ ہونے کو غلط قرار دیا اور اس پر دوبارہ کسی نئے مذاکرات سے انکار کیا ہے۔ اس نے سعودی عرب کے ساتھ اسلحہ کی سودے بازی پر تنقید کی اور اس کو جلتے ہوئے خطے پر تیل انڈیلنے کا عمل قرار دیا اور فرانس کے موقف میں تبدیلی آجانے کے باوجود بھی جرمنی اپنی بات پر قائم رہا ہے۔ German Deutsche Welle کی شام کی نشریات کے مطابق: "جرمن چانسلر انجیلا مرکل کا موقف G20 کانفرنس کے دوران ٹرمپ کے خلاف سخت گیر تھا البتہ فرانس کے صدر میکرون کا موقف محتاط تھا تاکہ ٹرمپ کو ناراض نہ کر دے"۔ (Deutsche Welle, 14/7/2017)۔ اس تمام صورتحال کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جرمنی نے اپنے اقدامات تیز کر دیئے ہیں تاکہ جرمنی کو سپر پاور بنایا جائے اور یہ سب کچھ نئی امریکی پالیسی کے تناظر میں ہو رہا ہے۔

4۔ اس کے بعد ہم ٹرمپ کے فرانس دورے کی اہمیت، فرانس اور امریکہ کی بظاہر نظر آنے والی قربت، صدر ٹرمپ کو فرانس دورے پر بلانے اور 13 جولائی 2017 کے قومی دن کی تقریب میں شامل ہونے کی دعوت دینے کے پیچھے فرانس کا کیا مقصد ہے، جس کو فرانس نے امریکہ کی پہلی عالمی جنگ میں شمولیت کے 100 ویں یاددہانی کے طور پر نمایاں کر کے پیش کیا ہے جو ایک پرانی تقریب ہے جس کو خاص مقصد کے علاوہ کم ہی منایا گیا، پر بات کریں گے۔ ایک ایسے موقع پر جب امریکہ سارے یورپ کے ساتھ اپنے تعلقات کشیدہ کر رہا ہے ایسے میں فرانس کا امریکہ کو قومی دن کی تقریبات میں شامل کرنا! میکرون نے منگل کے روز ٹیلی فون کر کے ٹرمپ کو پھر سے فرانس آنے اور اس کے قومی دن کی تقریبات میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ پہلی مرتبہ دعوت نیٹو سربراہی اجلاس کے موقعہ پر گزشتہ مئی میں برسلز میں دی گئی تھی (Elaph newsite, 28/6/2017)۔ جرمنی میں 7 جولائی 2017 کو ہونے والی G20 سربراہی اجلاس میں فرانس

نے سربراہان کے ساتھ (بالخصوص یورپ) ٹرمپ کی علیحدگی کو گرم جوشی سے ختم کیا جبکہ امریکہ کو ماحولیات پر معاہدے سے الگ کرنے پر سخت تنقید کا سامنا تھا۔ خود ٹرمپ کو ایسے ماحول میں میکرون کی جانب سے مدعو کرنے پر تعجب تھا۔ ٹرمپ نے کہا کہ اسے فرانس کے پیرس ماحولیات معاہدے سے الگ ہونے کے فیصلہ لینے کے بعد اس دعوت کے ملنے پر بڑا "تعجب" ہوا، جس پر 2014 میں 195 ممالک نے دستخط کئے تھے (Al Arabiya.net, 20/07/07)۔

5۔ جہاں تک فرانس کے نئے طرز عمل کے اہداف کی بات ہے تو اس پر غور کرنا چاہیے کہ فرانس جو یورپی یونین میں ٹرمپ کا سب سے کڑا تنقید نگار تھا اور اُس کی پالیسی کے نتائج کو امریکہ فرانس تعلقات کے لئے خطرہ گردانتا تھا، اور یہ بات صرف سابق صدر ہالینڈ کے لئے سچ نہیں تھی بلکہ موجودہ صدر میکرون بھی اپنے الیکشن کی شروعات سے اب تک ٹرمپ کے خلاف تھا۔ فرانس کا ٹرمپ کی جانب جھکاؤ کا یہ موقف حالیہ ایک ہفتے قبل کا ہے جو واضح طور پر امریکی صدر ٹرمپ کو دعوت دینے اور گرم جوشی سے استقبال اور اکرام و تعظیم سے صاف ظاہر ہوا ہے اور اس جھکاؤ کے مطالعہ کے دو پہلو ہو سکتے ہیں اور دونوں ہی بڑے اہم ہیں۔

پہلا پہلو یہ ہے کہ یہ جھکاؤ ملک شام کے پہلو سے تعلق رکھتا ہے بالخصوص جب میکرون نے اس کے متعلق اعلانات کیے: "وہ (یعنی میکرون) بشار کا کوئی قابل قبول متبادل نہیں دیکھتا اور فرانس اب بشار کے اقتدار سے برطرف ہو جانے کو کسی بھی سمجھوتے کی شرط کے طور پر نہیں دیکھتا ہے"۔ (Reuters, June 21, 2017) اور اس کے بعد اور امریکی صدر کے استقبال سے قبل اس نے کہا: "ہم نے ملک شام پر فرانس کی رائے کو تبدیل کیا ہے تا کہ ایک جامع سیاسی حل کی طرف پہنچا جائے اور اس کے لئے بشار کے برطرف ہونے کو شرط نہیں رکھی جائے گی" (Middle East, 13/7/2017)۔ اور یوں فرانس امریکہ کے قریب آگیا جو ملک شام کے اقتدار اور مختلف گروہوں کی حمایت اپنے پاس رکھتا ہے۔ فرانس کا مقصد اس طرز عمل سے ملک شام میں فرانس کو اداء کرنے کے لئے کردار حاصل کرنا ہے جس کی طرف کچھ عرصہ سے اس کی نظر بھی ہے۔ فرانس جانتا ہے کہ اس کو کسی کردار کی بو بھی نہیں مل سکے گی اگر امریکہ کی جانب سے اُسے اس کی اجازت نہ ملے۔ چنانچہ اسی لئے ٹرمپ کا وہاں بڑی گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا گیا اور بشار کے اقتدار سے برطرف ہونے کی شرط بھی اس لئے ہٹا دی گئی کیونکہ امریکہ اس کو ابھی برطرف نہیں کرنا چاہتا ہے جب تک اس کو بشار کی جگہ لینے کے لئے کوئی دوسرا موزوں ایجنٹ مل نہیں جاتا اور امریکہ کو ایسا ایجنٹ اب تک نہیں ملا ہے۔ یوں فرانس نے گزشتہ موقف سے دستبردار ہونا شروع کیا ہے کیونکہ وہ اس کی شرکت میں رکاوٹ تھا اور فرانس نے "دہشت گردی کی مخالفت" کی دھن بجانی شروع کر دی جو دھن ٹرمپ بجاتا ہے۔ فرانسیسی صدر ایمونویل میکرون نے امریکی ہم منصب ٹرمپ کے ساتھ ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں کہا کہ: "وہ اور صدر ٹرمپ اس پر متفق ہیں کہ جنگ کے بعد کے عراق اور ملک شام کے لئے آگے کی کیا راہیں ہوں گی۔ میکرون نے جمعرات کے روز فرانسیسی دار لحکومت میں کہا کہ وہ امریکی صدر ٹرمپ کے ساتھ دہشت گردی کے خلاف ہر ایک قدم لینے پر متفق ہیں" (Russia Today, 13/7/2017)۔

اس کا دوسرا پہلو فرانس کا خوف ہے کہ جرمنی کا قد اور کردار بڑا نہ ہو جائے۔ اس ڈر نے فرانس کو جرمنی کی مخالفت پر کھڑا کیا ہے، جبکہ جرمنی کا موقف ٹرمپ پر مزید سخت ہوتا جا رہا ہے اور ایسے میں فرانس ٹرمپ سے قریب آ رہا ہے! امریکی صدر ٹرمپ کے فرانس دورے کے فوراً بعد اقوام متحدہ میں فرانس کے سفیر Francois Delattre نے بیان دیا کہ: "ملک شام کے متعلق ذمہ دار گروہ میں اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کے ممبران اور منسلک مقامی پارٹیاں شامل ہونی چاہیے"، مزید سفیر نے جمعہ کے روز شام میں سیکورٹی کونسل کے ایک بند سیشن کے دوران کہا کہ "اوپر بیان کی گئی ٹیم کی ذمہ داری ہو کہ وہ امن کی بحالی اور آگے کی راہ تیار کرے"۔ فرانسیسی سفیر نے مزید کہا کہ اب سب سے اہم چیز بین الاقوامی برادری کو متحد کرنا ہے اور ملک شام کے لئے خصوصی سفیر اسٹیفن ڈی مستورا Stefan de Mistura کے اقدامات کے ساتھ تعاون کیا جائے (Russia Today, 14/7/2017)۔ اس طرح فرانس "ملک شام کے حالات کے متعلق ذمہ دار ٹیم" بنانے کے متعلق بات کرتا ہے جس میں اقوام متحدہ سیکورٹی کونسل کے ممبران اور مقامی فریق شامل ہوں اور اس معاملہ کو طے کرنے کے لئے سیکورٹی کونسل کے پانچ ممالک ٹھوس شروعات فراہم کریں یعنی جرمنی کو اس کردار سے باہر رکھا جائے کیونکہ سیکورٹی کونسل میں جرمنی شامل نہیں ہے جو فرانس کی جانب سے جرمنی کے بڑھتے قد کے متعلق اس کا خوف ظاہر کرتا ہے اور وہ جرمنی کو بین الاقوامی کردار اداء کرنے کے کوئی کردار حاصل کرنے نہیں دینا چاہتا ہے۔

6۔ اس طرح ٹرمپ کی یورپی یونین کو ختم کرنے کی پالیسی کے کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے اور بالخصوص ٹرمپ کے فرانس کے دورے سے، امریکہ اور یورپ کے مابین کی عالمی سیاست میں اس حد تک زبردست تبدیلی واقع ہوئی ہے کہ چند میڈیا اداروں کے مطابق یہ ایک نئے ورلڈ آرڈر کی شروعات ہے۔ برٹش ٹائمز اخبار نے امریکی صدر ٹرمپ کی پیرس آمد کو نئے ورلڈ آرڈر کا آغاز قرار دیا جہاں فرانسیسی صدر ایمونوئل میکرون فرانس کو امریکہ اور جرمنی کے ساتھ ایک نئے قسم کے تعلقات میں داخل کر رہے ہیں۔ اخبار نے مزید بیان کیا کہ ایمونوئل میکرون برطانیہ کے یورپی یونین سے باہر چلے جانے BREXIT کے بعد خود کو یورپی یونین کے ایک حقیقت پسند سربراہ کے طور پر دیکھتے ہیں اور اخبار کے مطابق برطانیہ کے نکل جانے کے بعد یورپی کردار دوبارہ بانٹے جائیں گے۔ اخبار کے اداریہ نے یہ خلاصہ کیا کہ یورپی یونین کی تعمیر اس طرح کی گئی تھی کہ تنہا فرانس یا جرمنی غالب قوت نہ بن پائے اور اس طرح دونوں صدیوں کی آپس کی دشمنی پر قابو پانے میں کامیاب ہو سکے تھے اور تاکہ دونوں مل کر برطانیہ کی مدد سے یا برطانیہ کے بغیر یورپی یونین کی قیادت کرکے اس کو آگے لے جائیں۔ لیکن اب دونوں الگ منجدھار میں بہہ

رہے ہیں۔ فرانس ایمونوئل میکرون کی قیادت میں یورپ کی قیادت کی خواہش رکھتا ہے تو دوسری جانب جرمنی امجیلا مرکل کی قیادت میں جرمنی کی توجہ یورپ کو ایک ٹھوس موثر طاقت کے طور پر برقرار رکھنے پر لگی ہے (Al-Wafd website, 14/7/2017)۔

7۔ لیکن ہم جواب کے خلاصے میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ فرانس کا خواب، کہ وہ ملک شام کے جنگی میدان میں داخل ہو، زیادہ لمبے عرصہ تک نہیں چلے گا اور امریکی موقف کی حقیقت سے ٹکرا کر رہے گا جو ملک شام کے بحران کو یک طرفہ طور پر صرف اپنے قابو میں رکھنا چاہتا ہے اور امریکہ کی جانب سے جو نرمی فرانس کو دکھائی جا رہی ہے اس کا مقصد صرف یورپی یونین کے اندر فرانس اور جرمنی کے مابین کی مخاصمت کو مزید بڑھانا ہے تاکہ یورپی یونین کو ختم کیا جا سکے۔

جہاں تک جرمنی کے بڑھتے ہوئے قد سے متعلق فرانس کے خوف کی بات ہے تو اس کا یہ خوف واقعی حقیقی ہے کیونکہ طاقتور ریاست کے لئے جو بنیادی عناصر درکار ہیں وہ جرمنی کے اندر موجود ہیں اور فرانس سے بقدر کہیں زیادہ مستحکم اور بکثرت ہیں اور یہ بات تاریخی اور جغرافیائی طور پر جانی گئی ہے۔ ایک ایسے وقت پر جبکہ موجودہ جرمنی دوسری عالمی جنگ کے معاہدوں کی وجہ سے عائد اخلاقی پابندیوں کو مسترد کر رہا ہے جو اس کو ایک طاقتور فوجی کردار حاصل کرنے سے روکتے ہیں اور اس پر پابندی عائد کرتے ہیں کہ وہ اپنے فوجی کردار کو ختم کرتے ہوئے اور فوجی کردار کے بغیر اپنی توجہ صرف صنعتی اور معاشی اثر و رسوخ بڑھانے پر ہی لگائے۔ بہت ممکن ہے کہ جرمنی یورپ کے اندر دوبارہ ایسے ابھر کر آئے جو فرانس سے بالاتر اور آگے ہو خواہ امریکی ریاست کے مقابلے میں کسی درجہ میں اس کے قریب بھی پہنچ جائے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کے درمیان کے تنازعے کو شدید سے شدید تر بنا دے اور ان کے دھڑے ٹوٹ کر بکھرنے لگیں۔

فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ

"اور اللہ نے ان کی عمارتوں پر بنیاد کی طرف سے پکڑا تو اوپر سے چھت ان پر آ گری اور عذاب انہیں اس جگہ سے آیا جس کا انہوں نے گمان بھی نہ کیا تھا" (النحل: 26)

اور اسلام کی ریاست ان کی جگہ لے لے اور دنیا میں خیر کو پھیلائے اور حدیث میں بیان کردہ رسول ﷺ کا یہ قول حقیقت بن کر سامنے آئے، جو مسند احمد میں تمیم الداری سے نقل کیا ہے کہ میں (تمیم الداری) نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ،

«لَيَبْلُغَنَّ هَذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَلَا يَتْرُكُ اللَّهُ بَيْتَ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ هَذَا الدِّينَ بِعِزِّ عَزِيزٍ أَوْ بِذُلِّ ذَلِيلٍ عِزًّا يُعِزُّ اللَّهُ بِهِ الْإِسْلَامَ وَذُلًّا يُذِلُّ اللَّهُ بِهِ الْكُفْرَ..»"

"یہ معاملہ وہاں تک پہنچے گا جہاں تک دن اور رات پہنچتے ہیں، اللہ کسی مٹی یا گھاس پھوس کے گھر کو اس میں دین داخل کئے بغیر نہ چھوڑے گا قوی کی عظمت اور ذلیل کی ذلت کے ساتھ، ایسی عظمت جو اللہ اسلام کو عطاء کرے گا اور ذلت جو کفار کو دے گا"

اسی طرح کی حدیث بیہقی نے سنن الکبری میں اور حکیم نے المستدرک میں نقل کی ہے اور یہ اللہ کی مدد و نصرت کے ذریعے تکمیل پائے گی اور اللہ کے لئے ایسا کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہے۔

29 شوال 1438 ہجری

23 جولائی 2017 عیسوی